احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعرات 2 مئی 2013ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 2 مئی 2013ء 21 جمادی الثانی 1434 ہجری 2 ہجرت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 99

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا نوردین صاحب کی طبیعت 31/جولائی 1898ء سے بعارضہ دردِ شکم علیل تھی تو حضرت اقدس نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی اور افاقہ کی خبر سن کر ....فرمایا:

''مولوی صاحب کا سن اب انحطاط کا ہے اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے گویا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن انسان کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اسباب کی رعایت نہ رکھے۔

پھر فرمایا کہ دراصل انحطاط کا زمانہ 30 سال کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔ افراط اور تفریط اس سن میں اچھی نہیں ہوتی۔ مَیں نے بعض آدمی دیکھے ہیں کہ گِنا نَپا آٹا دیتے اور پانی بھی اندازہ اور وزن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور بعض یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ ان کو کسی قسم کا اندازہ نہیں رہتا۔ یہ دونوں باتیں ٹھیک نہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا زمانہ شباب تیس سال تک ہے اور یہ بھی اس صورت میں کہ قویٰ مضبوط اور تندرست ہوں ورنہ بعض تو اوائل ہی میں تشبہ بالشیوخ رکھتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 177)

شریعت کے احکامات میں ایک طرف تو انسان کیلئے روحانی فوائد ہیں اور دوسری طرف جسمانی صحت کیلئے بھی یہ چیزیں مفید ہیں۔ فرمایا:

''نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلّی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ دانت مضبوط ہو جاتے اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی حاجات لے جاتا ہے اور اس کو اپنے مطالب عرض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دعا کرنے کیلئے فرصت ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ نماز میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے اگرچہ بعض نمازیں تو پندرہ منٹ سے بھی کم میں ادا ہو جاتی ہیں۔ پھر بڑی حیرانی کی بات ہے کہ نماز کے وقت کو تضیع اوقات سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اس قدر بھلائیاں اور فائدے ہیں اور اگر سارا دن اور ساری رات لغو اور فضول باتوں یا کھیل اور تماشوں میں ضائع کر دیں تو اس کا نام مصروفیت رکھا جاتا ہے اگر قوی ایمان ہوتا، قوی تو ایک طرف اگر ایمان ہی ہوتا تو یہ حالت کیوں ہوتی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 407)

''حدیث شریف میں آیا ہے کہ مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے کیونکہ خوف وخطر میں مبتلا ہونے کے وقت تو ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔ سعادت مندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے۔ انسان کو چاہئے کہ ان لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرے جو اس خطرہ میں مبتلا ہیں۔ یہاں سے تو بہت قریب گاؤں میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں کے حالات دریافت کر کے ہر شخص قبل از وقت عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ اس وقت تک ضلع جالندھر میں یہ مرض بہت ترقی پر ہے۔ گو ضلع ہوشیار پور میں کچھ کمی ہے۔

تاہم میں یقین نہیں کرتا کہ وہ بالکل ناپید ہو جائے گی۔ ابھی جاڑا آنے والا ہے۔ اس لئے پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ۔ نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی آپؐ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبیعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابل اتباع ہے۔ کیونکہ اگر حفظ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہوگا؟ سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بے کار رہ جاتی ہیں اور حفظِ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آ سکتے۔ نہ دَوا کام آ سکتی ہے نہ طبیب حاذق۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو اُلٹا سیدھا ہو جایا کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 172)

اللہ آپ کو بیماری سے بچائے گا

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ بیمار ہیں۔ فرمایا ہاں اس پر جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں آنحضرتؐ کو دم کیا۔

اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں اللہ آپ کو بیماری سے بچائے گا اور ہر نفس اور حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور آپ کو شفا دے گا۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب حدیث نمبر:4056)

پی ایچ ڈی اور پروفیسر احباب رابطہ کریں

ایسے احمدی احباب جنہوں نے اپنی تعلیم پی ایچ ڈی تک مکمل کر لی ہے یا کر رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔ اسی طرح تمام پروفیسر خواتین و حضرات سے بھی درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ کریں اور اپنے کوائف بھجوائیں۔

نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

info@nazarattaleem.org

0300-4350510

(نظارت تعلیم)

ضرورت ٹیچر

نظارت تعلیم کے ادارہ مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول میں فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی ٹیچرز کی آسامیاں خالی ہیں۔ جس کیلئے تعلیمی قابلیت متعلقہ مضمون میں ایم ایس سی ہے۔ خدمت کا شوق رکھنے والی ایماندار اور محنتی ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ خواہشمند خواتین اپنی درخواست بنام ناظر صاحب تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ مصدقہ از صدر محلّہ اپنی اسناد کی نقول سکول میں جمع کروا دیں۔

(پرنسپل مریم صدیقہ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول)

درخواست دعا

جماعت احمدیہ کے کئی افراد پر جماعتی مقدمات قائم ہیں۔ اس بارے میں احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور نصرت فرماتے ہوئے ان مقدمات سے باعزت بری فرمائے، اس کے علاوہ جو احمدی احباب اسیر راہ مولیٰ ہیں یا جن کو شر پسند عناصر کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ان سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔

رپورٹ: مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب مربی سلسلہ سرینام

سرینام کا 33واں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ سرینام کو اپنا 33واں جلسہ سالانہ مورخہ 30 نومبر اور یکم دسمبر 2012ء کو کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ کے لئے ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخلوق خدا پر احسان اور آپؐ کی سچی محبت'' کا عنوان چنا گیا تھا۔

جلسہ کیلئے ایک دیدہ زیب دعوت نامہ تیار کر کے اراکین پارلیمنٹ، مذہبی جماعتوں، عمائدین شہر اور میڈیا کے نمائندوں تک پہنچایا گیا۔ جلسہ کی تیاری کے لئے متعدد وقار عمل ہوئے۔ جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش کی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم احسان اللہ مانگٹ صاحب مربی انچارج گیانا جلسہ میں شمولیت کیلئے تشریف لائے۔ جماعت گیانا کا تین رکنی وفد بھی ان کے ہمراہ تھا۔

جلسہ کا پہلا روز

مورخہ 30 نومبر کو صبح نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد حضرت مسیح موعود کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اور جلسہ کے مقاصد بیان کئے۔

پہلی تقریر میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ و ارفع مقام بیان کیا۔ پھر دو بچوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کے حوالے سے تقریر کی۔ پھر ایک نظم کے بعد بھی دو بچوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف واقعات بیان کئے۔ آخر میں خاکسار نے حاضرین کو دوران سال جماعت سرینام کے نمایاں کاموں کی تفصیل سے آگاہ کیا۔

گیانا سے آنے والے مہمانوں کی سہولت کے لئے تمام تقاریر کا انگریزی میں ترجمہ تیار کر لیا گیا تھا جو انہیں ساتھ ساتھ دیا جاتا رہا۔ پہلے دن جلسہ افراد جماعت کے لئے مخصوص تھا اور حاضری ایک سو تھی۔

جلسہ کا دوسرا روز

مورخہ یکم دسمبر کو بھی نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی، اور محترم احسان اللہ صاحب نے نماز فجر کے قرآن مجید کا درس دیا۔ دوسرے دن مختلف مہمانوں کی آمد کے پیش نظر خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ جماعت کی طرف سے شائع شدہ تراجم قرآن مجید کی نمائش قرینے سے لگائی گئی اور دوسری طرف بک سٹال لگایا گیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ جس کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا احسان اللہ مانگٹ صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت کے حوالے سے کی۔ دوسری تقریر محترم فرید جمن بخش صاحب کی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کے اعلیٰ و ارفع مقام کے حوالے سے جماعت احمدیہ کا مؤقف حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

تعلیمی ایوارڈز

خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی دفعہ جماعت کے 15 بچوں کو مختلف گریڈز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر تعلیمی ایوارڈز دیئے گئے۔ اس مقصد کیلئے ایک دیدہ زیب سرٹیفکیٹ اور پھولوں کا گلدستہ تیار کروایا گیا۔ اور سرینامی ڈالر نقد دئے گئے۔ گیارہ بچے اور بچیاں ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کلاسوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور باقی چار بھی نمایاں پوزیشن کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ جماعت کے دو بزرگان نے بچوں کو اور لجنہ کی دو ممبرات نے بچیوں کو ایوارڈز دئے۔

مہمان مقررین

تعلیمی ایوارڈز کی تقریب کے بعد سب سے پہلے پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر راجکمار رنجیت سنگھ (Mr. Radjkoemar Randjietsing) کو تقریر کی دعوت دی گئی، جو ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی (VHP) کے صدر مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کی نمائندگی میں اپنے ساتھی رکن پارلیمنٹ مسٹر گنیش کمار کندھائی کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ موصوف خود اس پارٹی کے نائب صدر اور ملک کے تجربہ کار سیاستدانوں میں سے ہیں اور متعدد دفعہ وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سارا پروگرام توجہ سے سنا ہے اور نوٹس بھی لئے ہیں۔ میں بانیان مذاہب اور خاص طور پر حضرت محمدؐ کی عزت کے حوالے سے آپ کی جماعت کے مؤقف کی قدر کرتا ہوں اور ہم سب کو اس نمونہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنے نبیؐ کی ذات اور ان کے مقام کو جس انداز سے پیش کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے۔

اس کے بعد بہائی کمیونٹی کی نمائندہ خاتون (Mrs. Mia Stregels Quik) اور آریہ سماج کے نمائندے مسٹر گنگادین (Gangadien) نے اپنی تقاریر میں ایک پُرامن معاشرہ کے قیام کے لئے مذہبی رواداری اور بھائی چارے کے قیام پر زور دیا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اتنے مفید پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔

اس کے بعد ایک غیر سرکاری تنظیم کلچرل یونی سرینام (Cultural Unie Suriname) کے صدر مسٹر اشون آدھن (Mr.Ashwien Adhin) کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے ہالینڈ سے ٹیلی کمیونیکیشن میں انجینئرنگ کی ڈگری لی اور اس وقت یونیورسٹی آف سرینام میں لیکچرر اور مختلف پروجیکٹس کے مینیجر بھی ہیں، اور اسی مضمون میں پی ایچ ڈی بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز حضرت مسیح موعود کی ذات سے کیا۔ اور بتایا کہ امسال جنوری میں مجھے اس جماعت کی طرف سے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' تحفۃً دی گئی تھی۔ یہ ایک بہترین کتاب ہے جو مجھے پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی اعلیٰ پائے کے مصنف اور فلاسفر تھے۔ اور اس کتاب میں انہوں نے خَلق اور خُلق کی جو تشریح بیان فرمائی ہے وہ بہت ہی لطیف اور روحانی معارف سے پُر ہے۔ اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے آپ بہترین انسان بن سکتے ہیں اور ہم سب کو مل کر ایسے معاشرے کی قیام کے لئے کوشش کرنی چاہئیں جہاں بااخلاق انسان رہتے ہوں۔

اس کے بعد موصوف نے چند دن قبل دیوالی کے موقعہ پر جماعت کی طرف سے پیش کئے گئے سوینیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تنظیم کی پچاس سالہ تاریخ میں یہ پہلی (-) جماعت ہے جس نے ہمارے تہوار پر ہمیں رواداری، بھائی چارے اور پرامن معاشرہ کے قیام کے لئے مل کر کام کرنے کی پیشکش کی۔ ہم اس جماعت کے جذبہ کی قدر کرتے ہیں اور میں اپنی تنظیم کی طرف سے تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد محترم محمد علی صاحب نے گیانا اور محترم غفار نھنے خان صاحب نے ہالینڈ جماعت کی طرف سے مبارکباد کا پیغام دیا اور جماعت سرینام کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

آخر پر خاکسار اور محترم صدر صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔

بعد ازاں خدام اور لجنہ کی ٹیم نے الگ الگ تمام حاضرین کی خدمت میں باوقار طریق سے عشائیہ پیش کیا۔

جلسہ کے دونوں دن سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم ڈاکٹر فیصل دین محمد صاحب سیکرٹری تعلیم جماعت سرینام نے احسن رنگ میں ادا کئے۔

تمام مہمانوں کو جماعت کے تعارف اور حضور کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کا فولڈر دیا گیا۔ اور حاضرین نے تراجم قرآن مجید کی نمائش بھی دیکھی اور خدمت قرآن کے حوالے سے جماعت کی مساعی کی تعریف کی۔

بک سٹال پر دو سو پچیس (225) سرینامی ڈالر کا لٹریچر فروخت ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسرے دن جلسہ کی حاضری 245 تھی جس میں ایک سو غیر از جماعت مہمان شامل ہیں۔ انڈین ایمبیسی کی طرف سے انڈین کلچرل سنٹر کے ڈائریکٹر مسٹر سنیل بھلا (Mr.Sunil Bhalla) اپنی اہلیہ کے ساتھ پروگرام میں شامل ہوئے۔ انہوں نے پروگرام کے معیار کی بہت تعریف کی۔ اور جماعت کی مساعی کو سراہا۔ متعدد مہمان مثلاً مسٹر راجکمار رنجیت سنگھ، مسٹر اشون آدھن پہلی دفعہ جماعت کے کسی پروگرام میں شامل ہوئے۔ انہوں نے بھی پروگرام کے معیار کی بہت تعریف کی۔ مہمانوں کی اکثریت نے جلسہ کے معیار اور پروگرام کی بہت تعریف کی اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جس انداز سے پیش کیا گیا اسے انتہائی قابل قدر قرار دیا اور جماعت کی مہمان نوازی کو سراہا۔

میڈیا میں تذکرہ

مورخہ 29 نومبر کو راپارٹی وی چینل (RBN TV Ch.5) کے نمائندے نے محترم صدر صاحب کا انٹرویو لیا۔ جس میں جلسہ کے مقاصد اور طریق کار کے بارے میں سوالات کئے۔ انٹرویو کے دوران اس نے خاص طور پر جلسہ کے اخراجات کے حوالے سے بھی سوال کیا کہ آپ اس جلسہ کے اخراجات کیسے پورے کریں گے۔ اس پر محترم صدر صاحب نے اسے چندہ کے نظام کے بارے میں بتایا۔ اور سمجھایا کہ ہم اپنے تمام کام اور اخراجات جماعت کے ممبران کے چندہ سے پورے کرتے ہیں۔

اس انٹرویو کیلئے ٹی وی کا نمائندہ مسٹر وجے گنیش (Mr.Widjai Ganesh) محترم صدر صاحب سے خاص طور پر ملنے گیا جو اس وقت ایک سیمینار میں شمولیت کے لئے ایک ہوٹل میں تھے۔ یہ انٹرویو اسی شام سات بجے اور رات بارہ بجے ٹی وی پر نشر ہوا۔

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ہمارا احسن الخالقین خدا۔ رب العالمین

وہ ہستی جس نے اس قدر عظیم الشان کائنات کو تخلیق کیا خود کس قدر عظمتوں کی حامل ہوگی

محترم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

جب ہم اس کائنات کی وسعتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو عقل گم ہو جاتی ہے۔ ہماری دانست میں ہماری یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں اتنی وسیع وعریض ہے کہ اس کے گولہ کا قطر ہی آٹھ ہزار میل ہے۔ اس کے اوپر 6 میل سے زیادہ اونچے پہاڑ اور 7 میل سے زیادہ گہرے سمندر موجود ہیں۔ اس کے اندر صرف 60 میل کی گہرائی میں اتنی زیادہ حرارت چھپی ہوئی ہے کہ ہر قسم کی معدنیات اور پتھر وغیرہ پگھلی ہوئی صورت میں ہیں اور جوں جوں نیچے گہرائی میں جائیں یہ حرارت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ مرکز میں دس ہزار سنٹی گریڈ تک پہنچ جاتی ہے (سٹیل مل جہاں فولاد بھی پانی کی طرح پگھلا ہوا ہوتا ہے وہاں درجہ حرارت صرف سولہ سو درجہ سنٹی گریڈ ہوتا ہے اور جس تنور میں ہم روٹی لگاتے ہیں اس کے اندر چار سو سنٹی گریڈ سے بھی کم) ملکوں کا باہمی فاصلہ ہزاروں میل میں ہے اور اسی طرح سمندروں کی چوڑائی بھی۔ لیکن اس زمین سے قریب ترین ستارہ یعنی ہمارا سورج اتنا بڑا ہے کہ ہماری زمین جیسی لاکھوں اس میں سما جائیں اور اس سورج کا اندرونی درجہ حرارت ایک کروڑ سنٹی گریڈ ہے اور اس سورج کے گرد ہماری زمین جیسے 9 طفیلی سیارے گردش کر رہے ہیں جو اسی سے روشنی اور حرارت حاصل کرتے ہیں اور ان نو سیاروں میں بیشتر ہماری زمین سے کئی گنا بڑے ہیں اور جس طرح ہماری زمین کے گرد گردش کرنے والا ایک چاند ہے ان سیاروں میں سے بعض کے گرد بیس سے بھی زیادہ چاند گردش کرتے ہیں۔ کائنات کے اس اصول کے تحت کہ ہر چھوٹی چیز اپنی سے بڑی قریبی چیز کے گرد گردش کر رہی ہے وہ سورج جس کے گرد اتنے سیارے اور چاند گردش کر رہے ہوں کتنا بڑا ہوگا! ہماری زمین فاصلہ کے لحاظ سے سورج کے گرد گردش کرنے والا تیسرا سیارہ ہے اور اس کا فاصلہ سورج سے نو کروڑ میل ہے۔ آخر پر گردش کرنے والے سیارے پلوٹو کا سورج سے فاصلہ اربوں میل میں ہے اور اس کے باوجود وہ سورج کی کشش کے دائرہ کے اندر واقع ہے اور اس سے روشنی اور حرارت حاصل کرتا ہے۔

کائنات میں سورج کی حیثیت

لیکن اتنا ہیبت ناک اور عظمت والا سورج کائنات میں موجود دوسرے سورجوں کے مقابل پر ایک ''زرد بونا'' کا نام رکھتا ہے یعنی ان کے مقابل پر سائز میں محض ایک بونا اور حرارت کی کمی کی وجہ سے سفید نہیں بلکہ زرد رنگت کا مالک۔ دوسرے لفظوں میں جو حیثیت ہماری زمین کی سورج کے مقابل پر ہے وہی حیثیت ہمارے سورج کی اس سے قریب ترین دوسرے سورج کے مقابل پر ہے۔ اور ہماری زمین کی طرح ہی یہ ہمارا سورج بمعہ اپنے سیاروں کی فیملی کے اس قریبی سورج کے گرد گردش کرتا ہے۔ لیکن اس ''قریبی'' سورج کا فاصلہ ہمارے سورج سے اربوں کھربوں میل کے حساب سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کے لئے نوری سال کی اکائی استعمال ہوتی ہے۔ ایک نوری سال ہے برابر 365x24x60x60x186282 میل کے اور آگے یہ نوری سال بھی لاکھوں کے ہندسہ میں آتے ہیں کہ ہمارا سورج قریبی سورج سے اتنے لاکھ نوری سال کے فاصلہ پر ہے۔ پھر آگے وہ قریبی سورج ہمارے سورج اور اس کی فیملی سمیت اپنے سے بڑے کسی قریبی سورج کے گرد گردش کر رہا ہے اور اس طرح کے کئی سورجوں کی لڑی مل کر ایک کہکشاں کہلاتی ہے اور آگے ان کہکشاؤں کی اپنے سے بڑی کسی کہکشاں کے گرد گردش کرنے کی لڑی شروع ہو جاتی ہے علی ھذا القیاس۔ تو اس طرح پر اس کائنات کی وسعت کا اندازہ کرنے سے ہماری عقل اور ہمارے بڑے سے بڑے سپر کمپیوٹر عاجز ہیں۔ کائنات کی اس لامتناہی وسعت سے ایک طرف خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ہستی جس نے اس قدر عظیم الشان کائنات کو تخلیق کیا خود کس قدر عظمتوں کی حامل ہوگی تو دوسری طرف اس کا واحد لاشریک ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات کی تمام کہکشاؤں کا کسی ایک مرکز کے گرد گردش کا میلان رکھنے کی وجہ سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ بالآخر ایک نقطہ پر پہنچ کر یہ تمام کائنات ایک ہی مرکز کے گرد گردش کرتی کرتی ایک اکائی کا روپ دھار لیتی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنی تخلیق کو ایک اکائی کا روپ دے کر عقل والوں کے لئے اپنی وحدانیت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اور پھر کائنات کی لامتناہی وسعت پر ہی بس نہیں ہے بلکہ اس میں اس خلاق اعظم نے ایسا آٹو میٹک نظام وضع کر رکھا ہے کہ نت نئے سورج۔ سیارے اور کہکشائیں پیدا ہوتی جاتی ہیں اور یہ کائنات ہر لمحہ مزید سے مزید وسعت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اور یوں سال کے بعد جب کوئی سورج اپنی توانائی تقریباً ختم کر چکتا ہے تو اس کی کشش ثقل کا باہر سے اندر کو دباؤ جو گرم ہائیڈروجن کے پھیلنے سے پیدا شدہ باہر کی طرف کے دباؤ کو متوازن کئے ہوئے تھا کمزور پڑ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں سورج کسی غبارہ کی طرح پھولنے لگتا ہے اور اس کا سائز کئی گنا بڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کے قریب کے زمین جیسے سیاروں کو بھی نگل لیتا ہے لیکن اس کی توانائی کم پڑ جانے کی وجہ سے اس کا رنگ سفید سے سرخ ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کو Red Giant کہا جاتا ہے۔ بالآخر اور زیادہ پھولتے پھولتے وہ کسی غبارے کی طرح پھٹ پڑتا ہے اور اس کا مادہ فضا میں بکھر جاتا ہے۔ جسے Nebula کہا جاتا ہے۔ یہ بکھرا ہوا مادہ لاکھوں نوری سال کے وسیع و عریض علاقے میں موجود ہے اس میں جب کوئی بڑا سورج اپنی گردش کے دوران قریب سے گزرتے ہوئے بے پناہ دباؤ ڈالتا ہے تو وہاں ایک نیا سورج جنم لیتا ہے اور اس طرح چھوٹے بڑے کئی سورجوں کا سلسلہ ایک لڑی کی شکل میں ایک دوسرے کے گرد گردش کرتا ہوا ایک نئی کہکشاں بننے کا باعث ہو جاتا ہے اور یوں نئی سے نئی کہکشاں پیدا ہوتے ہوتے یہ کائنات وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

خدا تعالیٰ نے اپنی تخلیق کے ذکر میں بار بار یہ فرمایا ہے کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ آسمانوں کی بے پایاں وسعت کے مقابلہ میں بھلا زمین کی کیا حیثیت ہے اور بالفرض کہیں اور جگہ بھی ہماری جیسی زمین موجود ہو تو بھی اس کائنات کی وسعتوں میں ایک یا کئی زمینوں کی کوئی حیثیت نہیں بنتی۔ تو اتنی عالیشان سورجوں اور کہکشاؤں کی تخلیق کا ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا کہ میں نے زمین کو بھی پیدا کیا کچھ یوں لگتا ہے جیسے کوئی کسی عالیشان عمارت کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد کہ میں نے اس میں فلاں فلاں زبردست قسم کی چیز پیدا کی ہے پھر یہ کہے اور میں نے اینٹ بھی بنائی ہے۔ ظاہر ہے اس تناظر میں اینٹ کے بنانے کی کوئی خاص قدر و قیمت نہیں ہوگی۔ تو اس طرح آسمانوں کے بعد زمین کی پیدائش کا ذکر کچھ جچتا نہیں تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کائنات کی تخلیق پر غور کرو اور پھر دیکھو کہ اصل بات ہے کیا۔ تو زمین اور اس پر موجود حیات کی مختلف اقسام پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ زمین پر آباد ایک اپنا ہی جہاں ہے جس کی شان کائنات کی باقی تخلیق سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ایک طرف اگر کائنات کی بے انتہا وسعتوں کا Macrocosm ہے تو دوسری طرف زمین پر پائے جانے والی حیات کی باریکیوں اور پیچیدہ اور انتہائی مربوط نظام کا عظیم ترین شاہکار Microcosm ہے جس کی اپنی ہی شان ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارات اور پل اور سڑکیں بنانے والے انجینئرز کے مقابلہ میں وہ سائنسدان کسی طرح بھی کم قدر و قیمت کے حامل نہیں ہیں جو ایٹم کے اندر چھپی ہوئی طاقتوں کا کھوج لگاتے ہیں یا جینز کی کارکردگی کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں۔ تو اس طرح ایک طرف خدا تعالیٰ کی بے انتہا پہنائیوں والی کائنات کی تخلیق اور دوسری طرف مادہ کی مرکزی اینٹ۔ ایٹم اور جاندار اجسام کے جینز اصل میں خدا تعالیٰ کی تخلیق کی عظمت کے دو رخ ہیں۔ اور اس تخلیق کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہیں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ارب ہا ارب مکعب میل کی جسامت کے بڑے بڑے سورج ایٹم جیسی اتنی چھوٹی چھوٹی اکائیوں سے بنائے گئے ہیں کہ ایک سوئی کی نوک پر سینکڑوں کی تعداد میں یہ اکائیاں رکھی جا سکتی ہیں۔

ایٹم اور جینز کی دنیا

یہ عجیب بات ہے کہ جو نظام ہمیں کائنات کی سب سے بڑی مادی اشیاء سورج اور کہکشاؤں میں کارفرما نظر آتا ہے بالکل اس سے مماثل نظام کائنات کی سب سے چھوٹی چیز ایٹم میں بھی نظر آتا ہے اور دونوں نظام ایک مرکز کے گرد گردش کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ سورجوں اور کہکشاؤں کے ایک مرکز کے گرد گھومنے کے بارے میں تو ہم اوپر پڑھ ہی چکے ہیں۔ ایٹم کے مرکز میں بھی نیوٹران اور پروٹان ایک گچھے کی صورت میں واقع ہیں اور الیکٹران ان کے گرد تیزی سے گردش کرتے رہتے ہیں۔ اور جس طرح سورجوں کے درمیان میں ان سورجوں کی جسامت سے اربوں گنا بڑا فاصلہ موجود ہے۔ (اندازہ لگایا گیا ہے کہ بحرالکاہل کے درمیان میں کھڑا کوئی بحری جہاز دوسرے کسی بحری جہاز سے جو دور کسی کنارے پر کھڑا ہو اسی تناسب سے دوری پر ہوگا جیسا کہ ایک سورج دوسرے سورج سے یا جیسا کسی ایٹم کے مرکزے اور الیکٹران میں دوری ہے) اسی طرح ایٹم کے اندر کا خلا الیکٹران اور مرکزے میں موجود نیوٹران اور پروٹان کی کل مادی مقدار سے بے حد وحساب بڑا ہے۔ ایک ٹینس کورٹ کے مرکز میں اگر ٹینس کا گیند رکھ دیا جائے تو وہ ایٹم کے مادے کا حجم اور باقی ساری کورٹ کا رقبہ ایٹم کے اندر کا خلا ہوگا۔ اور پھر کسی مادہ کے اندر پیک کئے ہوئے ایٹموں کا درمیانی فاصلہ بھی خلا ہے۔ جتنے زیادہ قریب

قریب یہ ایٹم پیک کئے گئے ہوں گے اتنا ہی زیادہ اس مادہ کا وزن ہوگا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بلیک ہول کے اندر اتنا زبردست دباؤ ہوتا ہے کہ ایٹم انتہائی زیادہ سختی سے باہم پیک ہو جاتے ہیں اور ان کا اندرونی اور درمیانی خلا کم ہوتے ہوتے مادہ کی مقدار اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اگر وہاں سے ایک مکعب انچ کا ٹکڑا لا کر اس کا وزن کیا جائے تو ہزاروں ٹن میں ہوگا! تو ایک طرف سے بے جان مادے کا ایٹم کی انتہائی چھوٹی اکائیوں سے ترتیب پانا اور سورج جیسے بڑے کرہ کی جسامت اختیار کر لینا اور دوسری طرف جاندار اشیاء کا جینز کے مرتب کردہ پروگرام کے تحت نشوونما پا کر حیرت انگیز طور پر ایک دوسری سے مختلف شکلوں اور خواص کا حامل ہو جانا اور انتہائی جامع طور پر باہم مربوط لیکن انتہائی پیچیدہ نظام کے ساتھ اپنے اپنے افعال سرانجام دینا خدائے عزوجل کی تخلیق کے دو رخ ہیں۔ مختلف جانور فہم و فراست سے عاری ہونے کے باوجود جبلی طور پر ایسے ایسے کام کرتے نظر آتے ہیں کہ عقل دنگ اور زبان گنگ ہو جاتی ہیں۔ خشکی کے جانوروں کا ہوا سے جبکہ آبی جانوروں کا پانی سے آکسیجن حاصل کرنے کا نظام۔ پرندوں کا اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اڑنے کا انداز۔ اکثر پرندے ہوائی جہاز کی طرح تیز آگے کو اڑتے ہیں مگر ایک جگہ ہوا میں معلق نہیں ہو سکتے جبکہ Humming Bird ایک جگہ معلق ہو کر کسی پھول یا چٹان سے اپنی خوراک حاصل کر سکتی ہے۔ Electric eel ایسی مچھلی ہے جو اپنے جسم پر 170 کے قریب مراکز میں بجلی کی رو پیدا کئے رہتی ہے اور بوقت ضرورت ان تمام مراکز کی بجلی کو باہم ملا کر 500 وولٹ کی زبردست طاقت کا جھٹکا مار کر کسی آدمی یا گھوڑے تک کو ختم کر سکتی ہے۔ نوزائیدہ بچے کا ماں سے دودھ حاصل کرنا۔ ہوا میں اڑنے اور پانی میں تیرنے کی صلاحیت کا مختلف جانوروں کا خود بخود حاصل کر لینا۔ چمگادڑ اور ڈولفن کا کسی رے ڈار کی طرح Sonar Waves دشمن سے بچنے اور شکار ڈھونڈنے کے لئے استعمال کرنا۔ گدھوں کا مردار کی تلاش میں میلوں کے رقبہ کو چھاننے کے لئے انتہائی بلندی پر چلے جانا اس علم کے تحت کہ جتنا وہ بلندی پر جائیں گی اتنا ہی ان کا دائرۂ نظر وسیع ہوتا جائے گا۔ شکاری درندوں کا اپنے اپنے شکار کا ہوا چلنے کے مخالف رخ تعاقب کرنا کیونکہ انہیں علم ہے کہ ان کا شکار ہوا کے رخ پر ہونے کی صورت میں ان کی بو پا لے گا۔ اور ایسی بے شمار عقل کو حیران کر دینے والی صلاحیتیں۔ یہ تمام تخلیقی عجائبات زمین پر نظر آتے ہیں جن کا ایک ایسا جہان آباد ہے جو کسی طرح بھی ستاروں اور کہکشاؤں کی دنیا سے کم اکمل اور حیرت انگیز نہیں ہے اور اسی لئے خدائے قادر و توانا نے اجرام فلکی کے ساتھ ساتھ زمین کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے۔

کسی ایک جسم کا اندرونی نظام

پھر مختلف جانوروں کی الگ الگ صلاحیتوں پر ہی بات ختم نہیں ہو جاتی۔ کسی ایک جسم کے مختلف اعضا کی باہم ربط کے ساتھ کارکردگی اتنی احسن و اکمل ہے کہ بڑے سے بڑا سپر کمپیوٹر اس کے پاسنگ کو نہیں پہنچ سکتا۔ کان کا بیرونی آواز کو پردے کے ذریعہ درمیانی حصہ میں منتقل کرنا اور وہاں سے ہڈیوں کے لیور سسٹم کی بدولت آواز کا کئی گنا بلند ہو کر اندرونی پردہ کو مرتعش کرنا۔ اس ارتعاش سے Cochlea کے اندر گاڑھے محلول میں لہروں کا پیدا ہونا اور ان کی لہروں کے زیر و بم کو محسوس کر کے اندرونی بالوں کا بجلی کے Signals کی صورت میں Nerves کے ذریعہ انہیں دماغ کے متعلقہ حصہ تک پہنچانا۔ دماغ کا ان Signals کو واپس آواز میں منتقل کر کے ان کا مطلب اخذ کرنا اور جسم کے متعلقہ حصوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کے احکامات جاری کرنا۔ ہم سارا دن باتیں کرتے اور سنتے رہتے ہیں۔ دن میں کروڑوں بار ان سگنلز کا دماغ تک پہنچنا۔ اور ان کو سمجھنا اور ردعمل کرنا اور یہ سب عمل سیکنڈ کے لاکھویں حصہ میں بغیر کسی رکاوٹ کے احسن طریقہ سے ہوتے چلے جانا۔ یہ سب کچھ ہمارے جسم کے صرف ایک حصہ یعنی کان سے متعلق باتیں ہیں۔ ایسا ہی عمل اور زیادہ پیچیدگی سے آنکھ کے بارہ میں بھی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس جسم کا ایک ایک عضو اپنی اپنی جگہ پر بڑے سے بڑے سپر کمپیوٹر کی کارکردگی کو شرما رہا ہے اور یہ سارے عمل ہماری زندگی میں ایسے احسن طور سے خود بخود ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیں ان کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے اندر کتنی عظیم آٹو میٹک مشینری کام کر رہی ہے بلکہ پورے کا پورا پلانٹ لگا ہوا ہے۔ اور لطف یہ کہ انسان کی تیار کردہ مشینری لوہے اور فولاد جیسی مضبوط دھاتوں سے بنی ہونے کے باوجود اس کی عمر ہمارے جسم کی عمر سے کہیں کم ہوتی ہے۔ ہمارا جسم تو ڈھیلے ڈھالے گوشت کے لوتھڑوں سے بنا ہوا ہے جو دو دن سے پہلے گل سڑ کر بدبودار اور خراب ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو محفوظ رکھنے کا ایسا زبردست نظام اندر ہی اندر موجود ہے کہ سو سال سے بھی زیادہ عمر تک یہ جسم کام کرتا چلا جاتا ہے۔ کون سی انسان کی بنی ہوئی مشین ہے جو اتنا لمبا عرصہ چل سکتی ہے؟ گاڑھے مائع سے بنا ہوا ہمارا آنکھ کا عدسہ کسی شفاف ترین دوربین یا کیمرہ کے لینز سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ شکاری درندوں اور پرندوں کے گوشت کے مادہ کی قسم سے بنے ہوئے دانت اور پنجے کس طرح چیر پھاڑ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب ہمارے جسم کا کوئی ایک عضو کسی خرابی کا شکار ہو جاتا ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ صحت کی حالت میں وہ عضو کس قدر اعلیٰ کارکردگی کا حامل تھا۔ ایک دفعہ ہمارے ٹیلی ویژن میں یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ آن on کرنے سے اس کی سکرین پر جو تصویر آتی تھی وہ پھیلنا شروع کر دیتی تھی اور پھیلتے پھیلتے سکرین سے باہر نکل جاتی تھی مثلاً چہرہ پھیلتے پھیلتے اتنا بڑا ہو جاتا تھا کہ اس کی آنکھیں کان وغیرہ سکرین سے باہر نکل جاتے تھے اور پیچھے دیکھنے کو کچھ نہیں بچتا تھا۔ پتہ چلا کہ ایک خاص پرزہ ہوتا ہے جو تصویر کو ایک حد کے اندر رکھتا ہے وہ پرزہ لگایا تو تصویر ٹھیک آنے لگی تب جا کر ہمیں اس پرزہ کی اہمیت کا احساس ہوا۔ اسی طرح ہمارے جینز ہماری قدرتی صلاحیتوں اور ہماری Pituitary Glands ہماری جسمانی نشوونما کی حدود کا تعین کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے تمام اعضاء کے مختلف کل پرزے ان کو ٹھیک ٹھیک کام کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ کسی ایک پرزے میں خرابی پیدا ہو جانے کی صورت میں ہمیں اس پرزے کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہ صحت کی حالت میں تمام پرزے کتنی زبردست کارکردگی کے حامل ہیں۔

انسانی دماغ

ہمارا دماغ وہ مرکزی کمپیوٹر ہے جو جسم کے تمام اعضا سے Nerves کے ذریعہ احساسات وصول کرتا ہے اور ان پیغامات کو اچھی طرح سمجھ کر ان کے مطالب کو اخذ کر کے موقع کی مناسبت سے فیصلہ کرنے کے بعد متعلقہ اعضا کو احکامات جاری کرتا ہے اور وہ اس کے مطابق ردعمل دکھاتے ہیں۔ کسی خطرہ کے مقام یا تکلیف دہ چیز سے سابقہ پڑنے کی صورت میں اپنے جسم کی صلاحیت کے مطابق اپنا دفاع کرنے۔ حملہ کرنے یا بھاگ جانے کا فیصلہ کر کے آناً فاناً جسم کو اس سے مطلع کرنا اور جسم کا اس کے مطابق عمل کرنا۔ یہ سب ایک سیکنڈ میں طے پا جاتا ہے۔ کوئی گیم کرتے وقت مناسب ایکشن کا تعین کرنا۔ ہنسی اور رونے سے اپنے جذبات کا اظہار کرنا۔ مختلف ذائقوں۔ آوازوں اور بوؤں سے پیدا شدہ ردعمل۔ حتیٰ کہ جب ہم بولتے ہیں تو ہمارا Voice Box تو گلے میں سے صرف ایک آ آ آ کی آواز نکالتا ہے جیسا کہ ہم ڈاکٹر سے گلا چیک کراتے وقت منہ کھول کر نکالتے ہیں۔ اس آواز کو مختلف الفاظ کا روپ دینے کے لئے ہم حلق۔ زبان۔ تالو اور ہونٹوں کی حرکات کا سہارا لیتے ہیں۔ اور کچھ آوازوں کو ناک میں سے نکالتے ہیں اور کچھ کو منہ بند کر کے ادا کرتے ہیں۔ اب دماغ کے اندر ہمارے تمام اعضاء کو کنٹرول کرنے والے الگ الگ مراکز ہیں اور ہر مرکز صرف اپنے ہی متعلقہ عضو کو مطلوبہ حرکت کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ صرف گفتگو کرتے وقت دماغ کے کتنے حصے بیک وقت کتنے مختلف اعضا کو حرکت کرنے کا حکم دے رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کے عمل کو باہمی طور پر مربوط کر کے۔ دماغ کا وہ حصہ جو اعضا کی حرکت کے احکام صادر کرتا ہے اسے Motor Cortext کہا جاتا ہے جبکہ ایک دوسرا حصہ جو سانس لینے کے عمل۔ دل کی دھڑکن اور خون کی گردش کو کنٹرول کرتا ہے اسے Medulla کہا جاتا ہے۔ نگلنے کا عمل اور معدہ و انتڑیوں کی حرکت کا کنٹرول ایک علیحدہ حصہ میں ہے۔ جسم میں پانی کی ضرورت سے زیادہ یا کم موجودگی کو محسوس کر کے پیاس یا عدم پیاس کا احساس پیدا کرنا اور گردوں کو پانی کے اخراج یا اسے روکنے کا حکم دینا Hypothalamus کا کام ہے۔ یہی کام بھوک۔ درجہ حرارت۔ جسم کی افزائش۔ بقائے نسل سے متعلقہ حصے سرانجام دیتے ہیں۔ مشکل مسائل کو سمجھنے۔ واقعات کو دماغ میں محفوظ کرنے اور بوقت ضرورت اس گزشتہ تجربہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی انتہائی پیچیدہ الیکٹرانک مشین کی طرح سے دماغ میں سرکٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہماری Nerves کے اندر موجود خلیات میں کئی قسم کے کیمیکلز پیدا ہوتے ہیں جو ہمارے احساسات کی مناسبت سے ان خلیات کے Neurons میں پیدا ہونے والے Ions کو تیزی سے اندر جانے اور باہر آنے کے احکام دیتے ہیں اور اس عمل سے ہمیں اپنے اعصاب میں سے مختلف احساسات کے پیدا ہونے اور دماغ تک پہنچنے کا احساس ہوتا ہے۔ جیسے گرمی۔ سردی۔ تکلیف۔ غم۔ خوشی۔ مایوسی وغیرہ کے احساسات۔ اس تمام کام کے لئے دماغ کے اندر ایسے پیچیدہ سرکٹ موجود ہیں جو کسی انسان کی بنائی ہوئی مشینری میں ممکن نہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ کائنات میں موجود کہکشاؤں اور سورجوں کے علاوہ نت نئی کہکشاؤں اور سورجوں کے بننے کے عمل کی طرح ہی ہمارے دماغ میں نئے نئے سرکٹ بنتے اور تبدیل ہوتے رہتے ہیں اس وقت جب ہم پہلی یادداشتوں کو آئندہ کے لائحہ عمل سے مربوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آکسیجن کا کردار

آخر پر یہ کہنا اس مضمون کی عین مطابقت میں ہوگا کہ تمام تر زندگی کی بقا کا دارومدار بھی ایک اکائی پر ہے اور وہ اکائی ہے آکسیجن۔ پانی اور غذا بھی ہماری زندگی کے لئے نہایت اہم ہیں لیکن پانی کے بغیر ہم تین دن اور غذا کے بغیر شاید تین ماہ زندہ رہ سکیں لیکن آکسیجن کے بغیر ہم تین منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہمارا خون جو زندگی کا رس ایک سرخ سیال مادہ ہے اور جس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ دراصل بنیادی طور پر آکسیجن ہی کو پھیپھڑوں میں سے جذب کر کے خلیات تک پہنچانے کے اہم ترین کام کا ذمہ دار ہے۔ ہمارا دماغ ہمارے کل جسم کے وزن کے دو فیصد کے برابر ہے لیکن اپنی کارکردگی کی اہمیت کے تناسب سے یہ کل جسم میں استعمال ہونے والی آکسیجن کا بیس فیصد استعمال کرتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے دماغ کو آکسیجن پہنچانے والی خون کی سپلائی کی شریان میں بندش واقع ہو جائے تو فوراً اس متعلقہ حصہ پر فالج گر جائے گا۔ صرف 4 سے 6 منٹ تک دماغ کو خون کی سپلائی بند ہو جانے سے مکمل موت واقع ہو جاتی ہے۔ الغرض کل 3 پونڈ کا وزن رکھنے والا دماغ تمام انسانی جسم کی صحت و بقا کا مرکز اور خدا کی تخلیق کا شاہکار ہے اور باقی تمام اعضا اس کے اشاروں پر چلنے والے کل پرزے۔

علم النحو والصرف اور 5 مکاتب فکر

(ابوشیراز)

قسط اول

ابتداء میں علم النحو کو ''عربی زبان کا علم'' (علم العربیہ) کے نام سے جانا جاتا تھا اور اسے انگریزی زبان میں (Syntax) کہتے ہیں علم النحو کا باقاعدہ نام اسے علماء بصرہ کے دوسرے دور کے علماء نے اپنی کتابوں میں دیا۔

لغوی اور اصطلاحی معنی

نحو کی جمع اَنحاء آتی ہے جو جانب، جہت، طریق، قصد، مثل اور مقدار کے معنوں میں مستعمل ہے۔

علم النحو عرب کی زبان کے اعراب لگانے کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں عربی بولنے والا عربی جملوں میں عربوں کی بول چال کا طرز اختیار کرتا ہے اور نحوی علم النحو جاننے والے کو کہتے ہیں۔

علم النحو کی باقاعدہ ابتداء

اگرچہ صرف ونحو (عربی گرائمر) عربی زبان کی روح رواں ہے جسے صرف ونحو کا سلیقہ نہیں وہ چند جملے بھی ادا نہیں کرسکتا اور یہ سلیقہ بادیہ نشینوں میں نسل درنسل زبان کے ذریعہ منتقل ہوتا تھا اور صرف ونحو کو باقاعدہ علم کے طور پر علیحدہ سکھایا یا پڑھایا نہیں جاتا تھا۔ عربوں میں بادیہ نشین کی زبان کو سب سے زیادہ مستند مانا جاتا تھا کیونکہ ان کا ملاپ دوسری قوموں سے کم تھا۔ جب قرآن کریم نازل ہوا تو اسے سمجھنے کے لئے عربی کے معانی اور ہیئت کے متعلق سوالات کا آغاز ہوا اس لئے ہمیں احادیث کی کتب میں کتب التفاسیر کے عنوان سے کتابیں نظر آتی ہیں۔ جن میں صحابہ کے رسول کریم ﷺ یا ایک دوسرے سے قرآنی عربی الفاظ کے معنی اور ہیئت کے متعلق استفسارات اور ان کے جوابات موجود ہیں۔

سو قرآن کریم کے نزول کے آغاز کے ساتھ ہی عربی لغت اور قواعد کی بنیاد پڑنا شروع ہوگئی۔ چنانچہ روایت ہے کہ سمع رجلا یلحن فی کلامہ، فقال أرشدوا أخاکم فانہ قد ضل: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عربی کلام میں غلطیاں کررہا تھا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی رہنمائی کرو کہ وہ بھٹک گیا ہے''۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب کو ان کے ایک گورنر نے خط لکھا جس میں غلطیاں تھیں تو حضرت عمرؓ نے اس گورنر کو لکھا کہ ''أن قنع کاتبک سوطاً'' ''اپنے کاتب کی ذرا تادیب کرو''۔ لیکن یہ بات بھی واضح ہے کہ اسلام کے آغاز میں اس قسم کی اغلاط شاذ ونادر ہی تھیں لیکن جوں جوں غیر عرب قومیں اسلام میں داخل ہوئیں تو ان کی زبان کا اثر عامۃ العرب پر پڑنے لگا جس کی وجہ سے قرآن کریم کی تلاوت کے دوران فاعل کو مفعول بہ تک بنا دیا گیا تو اہل علم کو اس بارہ میں فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ روایات کے مطابق ایک اعرابی نے آیت ''أن اللّٰہ بریءٌ من المشرکین ورسولُہ'' (التوبہ 3) میں ''رسولہ'' کو لام کی کسرہ کے ساتھ ''رسولِہ'' پڑھا۔ اس طرح پڑھنے سے معانی میں زمین آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ لام کی پیش کے ساتھ مطلب بنتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بری ہیں جبکہ لام کی کسرہ کے ساتھ نعوذ باللہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ مشرکین اور رسول سے بری ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے قرآن کریم کی صحیح تلاوت کرنے کی نیت سے ابوالاسود الدؤلی کو باقاعدہ طور پر عربی قواعد لکھوائے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ابوالاسود الدولی سے پوچھا گیا کہ اس نے کہاں سے یہ علم سیکھا ہے؟ تو ابوالاسود نے جواب دیا کہ ''لُقِنْتُ حدودہ من علي بن أبي طالب'' ''میں نے عربی زبان کی حدود حضرت علی بن ابی طالب سے سیکھی ہیں''۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عربی قواعد کو باقاعدہ مرتب کرنے کی ابتداء فرمائی۔ جسے ابوالاسود الدؤلی نے پروان چڑھایا۔ یہ بھی روایت بیان کی جاتی ہے کہ ابوالاسود الدولی ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو کچھ لکھتے پایا پوچھنے پر فرمایا کہ ''انی تأملت کلام العرب فوجدتہ قد فسد، فأردت أن أضع شیئاً یرجعون الیہ'' ''میں نے کلام عرب پر غور کیا تو دیکھا کہ یہ خراب ہوتا جارہا ہے پس میں نے چاہا کہ کوئی ایسی چیز مرتب کروں کہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں (کلام کرتے وقت)'' اور پھر وہ رقعہ ابوالاسود کو دے دیا اس پر لکھا تھا کہ ''الکلام کلہ ثلاثۃ أضرب: اسم و فعل و حرف......انحُ ھذا النحو'' ''کلام کی تین اقسام ہیں اسم، فعل اور حرف...تم اس نہج پر چلو'' کہا جاتا ہے کہ اس علم کا نام علم النحو بھی یہاں سے ہی پڑا ہے۔

الخلیل احمد بن الفراہیدی (بصری)

کہا جاتا ہے کہ نحو کا حقیقی معنوں میں بانی الخلیل احمد بن الفراہیدی (بصری) ہے۔ اس کی وفات کے بعد اس کا شاگرد سیبویہ سامنے آیا جس نے اپنے استاد الخلیل کی ہر ایک بات کی دلیل پیش کی۔ اس سلسلہ میں اس نے ایک کتاب بھی تحریر کی جس کا نام ''الکتاب'' ہے اس کتاب میں سیبویہ نے ہر قسم کی صرفی اور نحوی بحث اتنے مکمل انداز میں پیش کی ہے کہ کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس کتاب کا علم النحو میں مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ اس کتاب کو علماء سلف نے ''قرآن النحو'' کا نام دیا۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اہل کوفہ کے علماء بھی اس کتاب سے مستفیض ہوتے تھے جیسا کہ الکسائی (کوفی)۔

علم الصرف

ابوعثمان المازنی علم الصرف کا حقیقی بانی سمجھا جاتا ہے اس نے اس ضمن میں مختلف کتب تحریر کیں جن میں علم الصرف، ابواب وغیرہ کی مفصل بحث کی اور پہلی دفعہ علم الصرف کو ایک الگ علم کے طور پر پیش کیا جبکہ اس سے قبل علم الصرف کو علم النحو کا ایک حصہ ہی متصور کیا جاتا تھا۔

عربی قواعد مرتب کرنے کا زمانہ

حضرت علیؓ کے دور میں آپؓ ہی کی ہدایت پر ابوالاسود الدولی نے قواعد کو ابتدائی طور پر مرتب کیا۔ اس مکتبہ فکر کا اختتام مشہور نحوی عالم السیرافی کی وفات (386 ہجری) کے ساتھ ہی ہوگیا۔ اختتام ان معنوں میں کہ ہر قسم کی بحث اور قواعد تشکیل دے دیئے گئے اور مزید اضافے کی گنجائش نہ رہی۔ یوں یہ دور تقریباً تین صدیوں پر مشتمل ہے۔ علماء النحو نے قواعد مرتب کرنے کے لئے قدیم عرب شعراء کے کلام سے لے کر 150 ہجری (سن وفات عربی شاعر ابراہیم بن ہرمہ) تک کے زمانہ میں تحریر کئے گئے اقوال واشعار کو ہی مستند مانا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کے بعد کے زمانہ میں عرب لوگوں کی زبان پر دوسری زبانوں کا کافی اثر پڑ چکا تھا۔ اور ابراہیم بن ہرمہ کے بعد سب سے سینئر شاعر بشار بن برد شاعر تھا مگر اس کے اشعار کو معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔

علم النحو کے مشہور عربی مکاتب فکر

نحو بنیادی طور پر پانچ مکاتب فکر پر منقسم ہے۔ عربی زبان میں مکتبۂ فکر کو ''مدرسہ'' کہتے ہیں جس کی جمع مدارس ہے۔

(1) بصری مکتبۂ فکر ''المدرسۃ البصریۃ''
(2) ''المدرسۃ الکوفیۃ'' (3) ''المدرسۃ البغدادیۃ''
(4) ''المدرسۃ الاندلسیۃ'' (5) ''المدرسۃ المصریۃ''

بصری مکتبۂ فکر

یہ وہ مدرسہ School of Thought ہے جس کے ہاتھ سے نحو کا پودا لگا اور مضبوطی سے اپنی شاخوں پہ قائم ہوگیا۔ ہمارے آجکل کے دور میں جو نحوی اصطلاحات (Arabic Grammer Terms) ہیں ان میں سے زیادہ تر المدرسۃ البصریہ سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ جس وقت علماء بصرہ علم النحو مرتب کرنے میں مشغول تھے اس وقت اہل کوفہ اور ان کے علماء فتنہ وفساد اور جنگ و جدال کے دور سے گذر رہے تھے جب جنگ و جدال کے اس دور سے نکلے تو دوسری صدی ہجری کے وسط تک قرآن کریم کی مختلف قراءت، عربی اشعار اور روایات اکٹھی کرنے میں مشغول رہے اور اس کے بعد جب اہل کوفہ نے علم النحو کی طرف توجہ کی تو اہل بصرہ کی اصطلاحات اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے کیونکہ اس وقت تک علماء بصرہ اس علم کو اور اس علم کے متعلق اصطلاحات کو نہ صرف مقرر کر چکے تھے بلکہ وہ اصطلاحات کسی قدر اہل علم طبقہ میں معروف بھی ہوچکی تھیں مزید براں یہ کہ اہل بصرہ تب تک تمام موٹے موٹے مسائل کا احاطہ کر چکے تھے۔ اس لئے علماء کوفہ نے بصری علماء کی رائج کردہ نحوی اصطلاحات کو استعمال کرنا شروع کیا۔ لیکن رفتہ رفتہ ان سے جزوی نحوی مسائل میں اختلاف کیا۔ مثلاً فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے جیسا کہ جاء زیدٌ اس میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اگر فاعل جمع ہو اور اس سے پہلے فعل ہو تو اس میں اختلاف ہے یعنی بصری اس کو جائز قرار نہیں دیتے لیکن کوفی اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مثلاً جاء المسلمون کو ہردوفریق جائز قرار دیتے ہیں لیکن جاؤوا المسلمون کو صرف کوفی جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ بصری دو فاعل جمع ہوجانے کی وجہ سے اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ ایک جاؤوا میں ضمیر متصل بارز کا فاعل اور دوسرا فاعل المسلمون ہے۔ وغیرھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر ابوالاسود الدولی نے علم النحو کے ابتدائی قواعد مرتب کئے اور اس کے بعد پہلے حقیقی بصری عالم نحو ابن ابی اسحاق الحضرمی (متوفی 117 ہجری) بصرہ موجودہ عراق میں ظاہر ہوئے جو کہ اگرچہ ابوالاسود الدولی کے شاگرد نہیں تھے مگر قرآن کریم کی سات قراءتوں میں سے ایک کے راوی ہونے کی وجہ سے بلند علمی مقام رکھتے تھے اور یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ تمام بصری علماء النحو نے قراءت قرآن کریم میں بھی ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ عصر حاضر کے مشہور عرب ادیب ڈاکٹر شوقی ضیف کی رائے یہ

ہے کہ: الخلیل بن احمد الفراہیدی ہی دراصل بصری مدرسہ کا صحیح بانی تھا بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ عربی علم النحو کا بانی بھی صحیح معنوں میں وہی تھا۔

اہل بصرہ کے قواعد مرتب کرنے کے معیار

اہل بصرہ نے قواعد بنانے کے بڑے سخت معیار رکھے تھے اور کوئی بھی قاعدہ بناتے وقت انہوں نے اہل عرب کے روزمرہ کے محاورے کو مدنظر رکھا اور اس کے لئے درج ذیل چار چیزوں کو مدنظر رکھا اور ان کے لئے بھی بعض شرائط مقرر کیں۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:۔

1۔ ماحول، 2۔ جگہ، 3۔ الثقہ (راوی کو پرکھنا) 4۔ کثرت استعمال

1، 2 ماحول اور جگہ

اگرچہ عربی زبان تو تمام عرب لوگ بولتے تھے مگر یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ مختلف قبائل میں لہجہ کے فرق کے ساتھ ساتھ ان کے روزمرہ کے محاورہ کا بھی فرق تھا۔ اور یہ فرق اس لئے پیدا ہوا کہ

1۔ بعض قبائل عرب یا تو تجارتی سفروں کے لئے کثرت سے غیر عرب علاقوں میں جاتے تھے اور وہاں سے ان کے الفاظ، جو کہ عربی نہیں ہوتے تھے، سیکھ کر اپنی روزمرہ کی گفتگو میں شامل کر لیتے تھے اس طرح ان کی عربی زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ داخل ہو کر رواج پا جاتے تھے۔

2۔ وہ قبائل جو جزیرہ نما عرب کی سرحد پر رہتے تھے ان کا غیر عرب لوگوں سے ملنا جلنا کافی زیادہ ہوتا تھا جو کہ ان کی زبان پر لامحالہ اثر انداز ہوتا تھا۔

علماء بصرہ نے قواعد مرتب کرنے کے لئے بڑی محنت کی۔ اس کام کے لئے وہ سالہا سال عرب کے بدوؤں (بادیہ نشین) کے ساتھ گھل مل کر رہے۔ ان کی روزمرہ کی گفتگو کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا اور قواعد مرتب کرتے وقت ہر ایک قاعدہ کی مثال بھی عرب لوگوں کے روزمرہ کے استعمال سے دی اور اس میں استعمال ہونے والے استثناءات کو بھی درج کیا اور اس کو استثناء قرار دینے کی وجہ بھی بیان کی۔

علماء بصرہ نے جن قبائل کی زبان کو معیار بنایا ہے وہ ایسے بدو قبائل ہیں جو غیر عرب لوگوں سے نہ ملتے تھے اور نہ ہی ان کے رہن سہن پر شہری زندگی کا کوئی منفی اثر پڑتا تھا کیونکہ یہ ظاہری بات ہے کہ شہری زندگی میں زبان پر تغیرات کا امکان غیر ملکی اختلاط کے باعث کافی زیادہ ہوتا ہے۔ خالص عربی بولنے والے ان قبائل کے نام یہ ہیں جن کی زبان کو اہل بصرہ نے قواعد بناتے وقت مدنظر رکھا:

قبیلہ اسد، تمیم، قیس، ھذیل اور کچھ کنانہ اور قبیلہ طائی سے، اور یہ قبائل حجاز (مکہ و مدینہ) نجد اور تہامہ کے بدوی علاقوں میں رہتے تھے۔

جبکہ اہل کوفہ نے ان مندرجہ بالا قبائل کے علاوہ دیگر عرب قبائل کی زبان کو بھی قواعد بناتے وقت مدنظر رکھا مثلاً قبیلہ حطمیہ جو کہ بغداد کے قریب آباد تھا۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلامی فتوحات سے قبل عربی صرف جزیرہ نما عرب میں بولی جاتی تھی اور عراق اس جزیرہ سے باہر تھا اور وہاں آرامی اور دیگر زبانیں بولی جاتی تھیں۔ عربی زبان کو عروج اس علاقہ میں اسلامی غلبہ کے بعد حاصل ہوا ہے جب مختلف عرب قبائل جزیرہ نما عرب کو چھوڑ کر مختلف مفتوحہ علاقوں میں جا کر آباد ہوئے۔

3۔ کثرت استعمال

1۔ علماء بصرہ نے کثرت استعمال پر قواعد بنائے یعنی اس چیز کو قواعد میں شامل کیا جس کو عرب لوگ کثرت سے استعمال کرتے تھے اور اگر کوئی مثال کثرت کے خلاف شاذ کے طور پر ملی تو اس کو قاعدہ میں شامل نہیں کیا بلکہ:

ا۔ اس کی کوئی نہ کوئی تأویل کر کے اس کی اصل قاعدہ سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی۔

۲۔ یا اس کو شاذ قرار دے کر اصل قاعدہ میں داخل نہیں کیا اور یہ کہا کہ اگرچہ اہل عرب اسی طرح اس کو استعمال کرتے ہیں مگر یہ قاعدہ سے ہٹ کر ہے۔

۳۔ اس طرح بھی ہوا کہ بعض دفعہ کسی ترکیب کو اہل عرب نے کافی دفعہ اپنے کلام میں استعمال کیا مگر وہ ترکیب ان کے اصل قاعدہ سے ہٹ کر تھی اور اس کی تاویل بھی نہ ہو سکتی تھی تو اسے قاعدہ میں شامل کرنے کی بجائے شاذ میں شمار کیا اور کہا کہ اہل عرب سے اسی طرح سنا ہے لیکن یہ قاعدہ سے ہٹ کر ہے۔

2۔ ہر قاعدہ بناتے وقت ایک کلیہ بنایا گیا اور جو بھی اس کلیہ پر پورا نہ اترا اس کو قاعدہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

3۔ اہل بصرہ نے علم النحو میں جاہلی دور کے شعراء، مخضرمی دور کے شعراء اور ابتدائی اسلامی دور کے شعراء مثلاً جریر، فرزدق اور أخطل (جو کہ شعر النقیض میں مشہور تھے) ان کے علاوہ ابراہیم بن ہرمہ کے اشعار سے بھی قواعد کو اخذ کیا ہے۔

4۔ ان کا طریق کار یہ تھا کہ قواعد اخذ کرتے وقت قرآن کریم کو ہی معیار بنا کر اس سے ہی قواعد کو اخذ کرتے تھے اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی اُن مختلف قراءتوں کو بھی مدنظر رکھتے جن پر کوئی اعتراض نہیں ہوا خواہ وہ قراءت شاذ ہو یا غیر شاذ۔ سوائے اس کے کہ تیسری صدی ہجری کے بعض بصریوں نے بعض قراءت پر سوالات اٹھائے ہیں لیکن ان آیات کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے لیکن ان سے قواعد بھی اخذ نہیں کئے گئے۔

4۔ راوی کو پرکھنا

علماء بصرہ کسی بھی روایت کو لینے سے پہلے اس کے راوی کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرتے تھے اور مندرجہ ذیل امور مدنظر رکھتے تھے:۔

1۔ قاعدہ بنانے کے لئے منظوم کلام میں سے جو ثبوت پیش کیا جا رہا ہے کیا وہ شعر اسی شاعر نے کہا ہے جس سے وہ منسوب ہے یا اس کی وفات کے بعد اس سے منسوب کر دیا گیا ہے (جیسا کہ کوفہ میں اس طرح بکثرت کیا گیا)

2۔ شعر کہنے والے کا غیر عرب لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا ثابت تو نہیں؟

قواعد اکٹھے کرنے کے مصادر

اہل بصرہ نے قواعد بنانے کے لئے درج ذیل مصادر کو اپنایا۔

1۔ عرب شعراء کا منظوم کلام۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس وقت تک عربوں کا نثری کلام نہ ہونے کے برابر تھا اور سارا عربی ادب (لٹریچر) منظوم کلام پر مشتمل تھا۔

2۔ قرآن کریم کو بھی ایک مصدر مانا گیا۔ لیکن حدیث نبوی شریف کو مصدر نہیں مانا گیا کیونکہ ان کو اندیشہ تھا کہ بعض احادیث بالمعنی (یعنی ان کا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور الفاظ آنحضور ﷺ کے نہیں ہیں) مروی ہیں کیونکہ احادیث نبویہ دوسری صدی ہجری میں مدون ہوئے تھے اور اس کے علاوہ احادیث کے راویوں میں کثرت سے عجمی لوگ بھی شامل ہو گئے تھے جس سے ان احادیث کے الفاظ کی فصاحت اور اعراب قابل اعتماد نہیں ٹھہرتے۔ اس مسئلہ میں علماء کوفہ نے بھی ان سے متفق ہیں۔

بعض علماء بصرہ

ابو الأسود الدؤلی طالم بن عمرو بن سلیمان (المتوفی 69 ہجری) نصر بن عاصم اللیثی (المتوفی 89 ہجری) عبداللہ بن أبی اسحاق الحضرمی (المتوفی 117 ہجری) عیسی بن عمر الثقفی (المتوفی 149 ہجری) أبو عمرو بن العلاء (المتوفی 154 ہجری) الخلیل بن احمد الفراہیدی (المتوفی 172 ہجری) یونس بن حبیب (182 ہجری) عمرو بن عثمان بن قنبر سیبویہ (المتوفی 180 ہجری) أبوالحسن سعید بن مسعدة الأخفش (المتوفی 211 ہجری) أبو علی محمد بن المستنیر قطرب (المتوفی 206 ہجری) أبوالعباس محمد بن یزید بن عبد الأکبر الثمالی المبرد (المتوفی 285 ہجری) أبو اسحاق ابراہیم بن السری بن سہل الزجاج (المتوفی 311 ہجری) أبوبکر محمد بن السری ابن السراج (المتوفی 316 ہجری)

(2) کوفی مکتبۂ فکر

اگرچہ تمام عربی مدارس، مدرسہ بصریہ کی شاخیں ہی تھیں لیکن علماء کوفہ کی یہ کوشش رہی کہ وہ بصری اصطلاحات سے ہٹ کر الگ اصطلاحات وضع کریں۔

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ علماء کوفہ نے عرب اشعار کو اکٹھا کرنے اور ان کو کتابوں اور دیوانوں کی شکل میں مرتب کرنے کا کام علماء بصرہ سے زیادہ کیا اور اس طرح سے بہت سے عرب شعراء کا بڑا علمی خزانہ محفوظ کیا اور یہی شعری ورثہ مدرسہ کوفہ کے علم النحو کی بنیاد بنا کیونکہ اہل کوفہ کے پاس شہری اور بدوی قبائل کا کلام علماء کوفہ کی نسبت زیادہ جمع تھا۔

یہ مکتبہ فکر بصرہ کے وضع کردہ چار بنیادی اصولوں سے ایک طرح سے آزاد تھا۔ اس کے علماء نے بدو قبائل کے ساتھ شہری عربوں کی زبان کو بھی معیار تسلیم کیا۔ ساتھ ہی ساتھ جزیرہ نما عرب کی سرحد پر رہنے والوں کی زبان کو بھی معیار بنا لینے میں کوئی عار نہ سمجھی۔

علماء بصرہ کے خلاف علماء کوفہ نے بعض اوقات شاذ کو بھی اصل قاعدہ میں شامل کر لیا یہاں تک کہ اہل بصرہ کہنے لگے کہ اگر کسی قاعدہ پر اہل کوفہ کو ایک شعر بھی اصل قاعدہ کے خلاف مل جائے تو اس شعر پر قاعدہ کی بنیاد رکھ لیتے ہیں اور کثرت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔

کوفی مدرسہ کوفی عالم النحو الکسائی اور اس کے شاگرد الفرّاء کے ہاتھوں پروان چڑھا ان دونوں نے کوفی علم النحو کو اپنی ذہانت اور فطانت کے بل بوتے پر اس طرز پر پروان چڑھایا کہ کوفی علم النحو بصری علم النحو سے ممتاز نظر آنے لگا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک اور کوفی عالم النحو ثعلب جو کہ ایک مدت مدید تک بغداد میں رہا، نے کوفی مکتبۂ فکر کو بغداد میں رواج دیا۔

القفطی کا کہنا ہے کہ:

اہل کوفہ کا کہنا ہے کہ ہم میں تین ایسے فقیہہ ہیں جن کی مانند لوگوں نے کبھی دیکھے نہیں:

ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور اسی طرح ہمارے پاس تین بڑے نحوی علماء ہیں: علی بن حمزہ الکسائی، ابو زکریا یحییٰ بن الفراء اور ابوالعباس احمد بن یحیٰ ثعلب۔

کوفہ کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل رہا کہ یہاں فقہ کے بلند پایہ امام پیدا ہوئے اور یوں قرآن کریم اور احادیث کے استنباطات میں کوفی علم النحو کا اثر رہا اور یہی وجہ تھی کہ جہاں جہاں ان ائمہ کرام کا علم یا متبعین پہنچے وہاں کوفی نحو کا زیادہ اثر نظر آتا ہے جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں امام ابو حنیفہ کے ماننے والے زیادہ پیدا ہوئے تو یہاں کی کتابوں اور علماء پر کوفی نحو کا زیادہ اثر واضح نظر آتا ہے۔

58 ویں تعلیم القرآن ٹیچرز ٹریننگ کلاس

(زیر انتظام نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظارت تعلیم القرآن کے تحت مورخہ 14 تا 23۔اپریل 2013ء اس سال کی پہلی اور مجموعی طور پر 58 ویں تعلیم القرآن ٹیچرز ٹریننگ کلاس منعقد کی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہدایات اور مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق سال میں تین مرتبہ ان کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اس بار کلاس میں صوبہ پنجاب اور آزاد کشمیر کے اضلاع سے نمائندگان کو بلایا گیا تھا۔باوجود نامساعد حالات کے پنجاب، اور آزاد کشمیر کے 25 اضلاع سے 67 نمائندگان نے اس کلاس میں رجسٹریشن کروا کر شرکت کی۔اس کلاس میں طلباء کی تدریس کیلئے بیت محمود کوارٹرز تحریک جدید اور ان کے قیام وطعام کا انتظام دارالضیافت میں کیا گیا تھا۔کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کو تدریس کے لیے ایک نصاب کتابی صورت میں مہیا کیا گیا تھا۔

اس کلاس میں چار پیریڈز رکھے گئے تھے جس میں تجوید اور قراءتِ قرآن، حفظِ قرآن، ترجمۃ القرآن، عربی گرائمر اور عام عربی بول چال شامل ہیں۔ مرکز سلسلہ میں اہم اداروں کے تعارف کا ایک پیریڈ بھی تھا، اس میں مختلف صیغہ جات کے افسران یا اُن کے نمائندہ تشریف لا کر اپنے صیغے کا تعارف کرواتے رہے۔اس پیریڈ میں جن اداروں کا تعارف کروایا گیا ان میں نظارت تعلیم القرآن، نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ، نظارت امور عامہ، نظامت جلسہ سالانہ، دارالقضاء، وقف جدید انجمن احمدیہ، اور تحریک جدید انجمن احمدیہ شامل ہیں۔کلاس میں تدریس کے فرائض مکرم محمد افضل فہیم صاحب مربی سلسلہ، مکرم میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ اور مکرم قاری مسرور احمد صاحب نظارت تعلیم القرآن نے سرانجام دیئے۔

روزانہ نماز عصر کے بعد ایک خصوصی نشست ''صحبتِ صالحین'' میں سلسلہ کے علماء اور بزرگان سے ملاقات کروائی جاتی رہی۔طلباء کو زیارت مرکز کیلئے خلافت لائبریری، بیت مبارک، نمائش سرائے مسرور، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر تحریک جدید اور بیوت الحمد پارک کا Visit کروایا گیا۔تمام طلباء اِس سے بہت محظوظ ہوئے طلباء کیلئے روزانہ بعد نماز عشاء اسباق دہرانے کیلئے ایک گھنٹہ کیلئے سٹڈی ٹائم رکھا گیا۔کلاس کے دوران مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ نظم (حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام بابت قرآن سے) کروایا گیا۔مورخہ 22۔اپریل کو طلباء کا تحریری وزبانی امتحان لیا گیا۔جس میں تجوید القرآن، ترجمۃ القرآن اور عربی گرائمر کا امتحان تحریری، جبکہ حفظ اور ناظرہ قرآن کا امتحان زبانی تھا۔

اس بابرکت تعلیم القرآن ٹیچرز ٹریننگ کلاس کی افتتاحی تقریب مورخہ 14۔اپریل 2013ء کو بیت محمود کوارٹرز تحریک جدید ربوہ میں منعقد ہوئی تلاوت کے بعد مکرم قاری مسرور احمد صاحب منتظم اعلیٰ نے تعارفی رپورٹ پیش کی اور کلاس میں شرکت کرنے والے طلباء کو ہدایات دیں۔اس کے بعد محترم محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے فضائل و برکاتِ قرآن اور تعلیم قرآن کلاسز کے انعقاد کی غرض وغایت کے حوالے سے خطاب کیا اور دعا کے ساتھ کلاس کا افتتاح کیا۔

مورخہ 23۔اپریل 2013ء کو اس کلاس کی اختتامی تقریب دارالضیافت کے نئے ڈائننگ ہال میں منعقد ہوئی۔تقریب میں تلاوت وحضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کے بعد مکرم قاری مسرور احمد صاحب منتظم اعلیٰ نے رپورٹ پیش کی۔اس کے بعد تقریب کے مہمان خصوصی محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے امتحان اور علمی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔پھر اپنے خطاب میں انہوں نے کلاس میں شریک طلباء کو قرآن کریم باقاعدگی سے پڑھنے، قرآن کریم کے مختلف حصے اور سورتیں زبانی یاد کرنے اور نمازوں میں اس کو پڑھنے، ترجمہ سیکھنے اور قرآن کریم کی تعلیم اور اس کا نور آگے پھیلانے کی طرف توجہ دلائی۔بعدازاں مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔

تقریب کے بعد مہمانان اور طلباء کو الوداعی ظہرانہ دیا گیا۔

اس کلاس میں امتحان میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والوں میں اول مکرم نعمان احمد صاحب، حافظ آباد، دوم مکرم فرحان نصیر صاحب، حافظ آباد اور سوم مکرم محمد ابراہیم صاحب لاہور رہے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے، تمام شاملین کو اور ہم سب کو بھی قرآن کریم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اطلاعات و اعلانات

ولادت

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب نگران تعمیرات وقف جدید تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 8۔اپریل 2013ء کو خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم محمود فاتح احسن صاحب اور بہو مکرمہ مریم صدیقہ طاہرہ صاحبہ سویڈن کو بیٹی سے نوازا ہے۔جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔حضور انور نے نعمانہ احسن نام عطا فرمایا ہے۔نومولودہ حضرت میاں فضل الرحمٰن بسمل بھیروی سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ ابن حضرت الحاج میاں عبدالرحمٰن صاحب رفیق حضرت مسیح موعود ابن حضرت میاں اللہ دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور حضرت سردار ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ابن حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) یکے از 313 رفقاء مسیح موعود کی نسل سے ہے۔نومولودہ مکرم محمد اکرم خالد صاحب (ماہر زراعت) دارالصدر غربی قمر ربوہ کی نواسی اور مکرم محمد طفیل صاحب ننگلی مرحوم اور مکرم سلطان احمد صاحب سندھ کی نسل سے ہے۔

احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت وعافیت دے نیز نومولودہ کو بااقبال وبامراد، والدین کیلئے قرۃ العین اور اپنے بزرگوں کی نیکیوں کا وارث بنائے۔آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم رفیع احمد رند صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع لودھراں کے دورہ پر ہیں احباب جماعت و اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم از کم ایک کمرہ تعمیر کریں۔جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید وفروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کر لیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

بقیہ صفحہ 2 سرینام کا 33واں جلسہ سالانہ

اُسی شب دو اخبارت کے نمائندوں نے محترم صدر صاحب سے رابطہ کیا اور جلسہ کے موضوع مقاصد اور جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

مورخہ یکم دسمبر کو ملک کے دو کثیر الاشاعت روزناموں (De Ware Tijd) ''داوارٹیڈ'' اور ''داخ بلا د سرینام'' (Dagblad SURINAME) نے جلسہ کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔

اوّل الذکر اخبار نے اسلام مخالف فلم کے حوالے سے جماعت کے موقف کی وضاحت کی اور لکھا کہ ''آجکل بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امریکہ میں بنائی گئی ایک فلم کا کافی چرچا ہے اس لئے جماعت احمدیہ سرینام نے اپنے جلسہ سالانہ کا پروگرام اسی حوالے سے ترتیب دیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہی جلسہ کا عنوان بنایا ہے تا کہ دین حق کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔جماعت احمدیہ کا موقف ہے کہ کسی کے ذاتی عمل کی وجہ سے دین حق کی تضحیک کرنا درست نہیں، کیونکہ دین حق کی تعلیم بہت پاک، سچی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ دین حق مخالف فلم کے حوالے سے اس جماعت کے امام حضرت مرزا مسرور احمد دنیا کے سامنے اپنا موقف پیش کر چکے ہیں، کہ آزادی رائے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی مذہب کے بانی کے بارہ میں بیہودہ گوئی کی جائے''۔

اور مؤخر الذکر اخبار نے جماعت سرینام کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ اور جلسہ کے اغراض ومقاصد کو نمایاں طور پر شائع کیا۔اور لکھا کہ ''اس جماعت کے بانی نے جماعت کے قیام کے دو سال بعد ممبران کی روحانی اور دینی علم کو بڑھانے کے لئے جلسہ سالانہ کا نظام جاری کیا، اور یہ جلسہ اسی نظام کا حصہ ہے۔اس جلسہ کا موضوع بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہے۔کیونکہ آجکل بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے ہو رہے ہیں''۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کامیاب جلسہ سے جماعت کی پہچان اور وقار میں اضافہ ہوا۔ میڈیا میں جماعت کا تذکرہ ہوا۔

قارئین سے تمام شاملین جلسہ کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح پاک کی دعاؤں کا وارث بنائے اور اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 29 مارچ 2013ء)

پریس ریلیز

لاہور میں احمدیوں کے نماز سینٹر پر حملہ کرکے الٹا احمدیوں کے خلاف دہشت گردی کے مقدمات درج کرنا ظلم کی انتہا ہے

جماعت احمدیہ کے مخالفین سرکاری سرپرستی میں احمدیوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کررہے ہیں ترجمان جماعت احمدیہ

مورخہ 28/اپریل 2013ء کو گلشن راوی لاہور میں جماعت احمدیہ کے نماز سینٹر پر جماعت احمدیہ کے مخالفین نے ھلہ بول دیا اور پولیس نے احمدیوں کی دادرسی کی بجائے الٹا احمدیوں کو گرفتار کرکے دہشت گردی کا مقدمہ درج کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق مذکورہ نماز سینٹر میں ایک احمدی نماز پڑھنے آئے تو انہوں نے باہر کافی مولویوں کو کھڑا دیکھا۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے دروازہ بند کردیا جس پر مخالفین زبردستی دروازہ کھلوانے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی دوران مخالفین میں سے ایک نے 15 پر پولیس کو کال کردی کہ کوئی نامعلوم شخص اُن کے گھر کودا تھا اور بھاگ کر نماز سینٹر میں آگیا ہے۔ اسی اثناء میں زور زبردستی سے مخالفین غیر قانونی طور پر جماعت کے نماز سینٹر میں گھس گئے۔ بعدازاں پولیس کے موقع پر پہنچنے کے باوجود مخالفین نماز سینٹر کی تلاشی لیتے رہے۔ نماز سینٹر کی لائبریری کی تمام کتب اکٹھی کرکے اور 7 احمدی احباب کو گرفتار کرکے پولیس تھانہ گلشن راوی لے گئی۔ جن میں ایک خاتون اور ایک 12 سالہ بچہ بھی شامل تھا۔ تاہم خاتون اور بچے کو پولیس والوں نے صبح 3 بجے چھوڑ دیا۔ جبکہ زیرحراست دیگر افراد کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کو بنیاد بنا کر احمدیوں کے خلاف دہشت گردی کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے کہا کہ لاہور میں منظم انداز میں احمدیوں کے خلاف کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ کسی جگہ احمدیہ عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ مٹایا جارہا ہے۔ کبھی احمدیوں کے قبرستان میں کتبے توڑے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے بلیک ایرو پرنٹنگ پریس کی بندش اور پاکستان کے قدیم ترین اخبار روزنامہ ''الفضل'' پر مقدمات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس نوعیت کی تمام کارروائیوں میں حسن معاویہ اور بدر عالم نامی اشخاص پیش پیش ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ مذکورہ دونوں افراد پولیس پر دباؤ ڈال کر سرکاری انتظامیہ کو احمدیوں کے خلاف غیر قانونی کارروائیوں میں استعمال کررہے ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ حملہ بھی ہم پر کیا گیا اور الٹا ہمارے خلاف ہی دہشت گردی کا مقدمہ درج کرلیا گیا۔ ترجمان نے کہا کہ اس طرح کے واقعات پر اعلیٰ حکومتی عہدیداروں سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ احمدیوں سے انصاف کیا جائے گا لیکن یوں محسوس ہورہا ہے کہ لاہور میں نگران حکومت بھی ایسے لوگوں کے ہاتھوں بے بس ہے۔ ترجمان نے مطالبہ کیا کہ پولیس کی اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت کا نوٹس لے کر انتظامیہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ احمدیوں کے جان و مال اور ان کی مذہبی آزادی کا تحفظ یقینی بنائے۔

خبریں

پشاور میں خودکش دھماکہ 10 افراد جاں بحق

صوبائی دارالحکومت پشاور میں خودکش دھماکے میں دو افغانیوں سمیت 10 افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہوگئے۔ کمشنر پشاور اور جماعت اسلامی کے امیدوار بال بال بچ گئے۔ زخمیوں میں سے بعض کی حالت نازک ہے۔ جبکہ نوشہرہ، چارسدہ، مردان اور کرک میں انتخابی امیدواروں پر حملوں میں اے این پی کے 2 کارکن ہلاک ہوگئے۔ دھماکے میں زخمی افراد کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور منتقل کردیا گیا ہے۔

انتخابات کے دوران فوج کی تعیناتی

کورکمانڈر کے خصوصی اجلاس میں عام انتخابات کے دوران فوج کی تعیناتی کے پلان کی منظوری دے دی گئی ہے۔ عسکری ذرائع کے مطابق اجلاس میں کراچی اور کوئٹہ کی صورتحال کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا اور الیکشن کے دوران حساس علاقوں میں انٹیلی جنس نیٹ ورک کو متحرک رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ سیکیورٹی پلان کے مطابق الیکشن کے موقع پر کراچی سمیت ملک کے تمام بڑے شہروں میں فوجی دستے تعینات کئے جائیں گے۔ فوج کی تعیناتی الیکشن کمیشن آف پاکستان کے مشورے سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

معصوم بچے خسرہ سے مررہے ہیں، اقدامات کئے جائیں

لاہور ہائیکورٹ نے ریمارکس دیئے ہیں کہ معصوم بچے خسرہ سے مر رہے ہیں اور حکومت سرکاری افسروں کے تقرر و تبادلہ میں مصروف ہے۔ جس طرح ڈینگی کی وباء پر قابو پایا گیا اسی طرح خسرے پر قابو پانے کے اقدامات بھی کئے جائیں۔ سیکرٹری صحت پنجاب نے عدالت کو بتایا کہ 30 لاکھ بچوں کے لئے ویکسین منگوالی گئی ہے اور اس حوالہ سے مہم شروع کی جارہی ہے جو 5 مئی تک جاری رہے گی۔ ٹیمیں گھروں اور سکولوں میں جاکر بچوں کو ویکسینیشن لگائیں گی۔ عدالت نے خسرہ کی روک تھام کے لئے حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلی رپورٹ طلب کرتے ہوئے سماعت 14 مئی تک ملتوی کردی۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

۞ جو خریداران الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ اپریل 2013ء مبلغ -/130 روپے ہے۔ بل کی ادائیگی جلد از جلد کردیں۔ شکریہ

(مینیجر روزنامہ الفضل)

بازیافتہ نقدی

۞ مکرم ناصر احمد صاحب کارپینٹر کارکن دفتر جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کو کچھ نقدی ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو خاکسار سے رابطہ کرلیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 2 مئی

طلوع فجر	3:54
طلوع آفتاب	5:20
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:51

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

2 مئی 2013ء

1:40 am	فقہی مسائل
3:10 am	خطبہ جمعہ 20 جولائی 2007ء
6:15 am	جلسہ سالانہ یوکے
7:35 am	فقہی مسائل
8:00 am	گزشتہ 120 سال میں احمدیوں کی مخالفت کی مختصر روداد
9:55 am	لقاء مع العرب
11:45 am	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ 6/اپریل 2011ء
2:00 pm	ترجمۃ القرآن 13/اگست 1996ء
9:20 pm	ترجمۃ القرآن کلاس

FRS RABWAH
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
فیوچر ریس سکول ربوہ
یورپین طرز تعلیم، کوئی ہوم ورک نہیں۔
بی ایس سی اور ماسٹرز ٹیچرز کی ضرورت ہے
نرسری تا پنجم داخلے جاری ہیں۔
نیو کیمپس کا آغاز دارالصدر شمالی
گرلز کیلئے ششم ہفتم کے داخلے جاری ہیں
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون: 047-6213194 موبائل 0332-7057097

FR-10

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

طاہر آٹو ورکشاپ
ورکشاپ ٹیکسی سٹینڈ ربوہ
ہمارے ہاں پٹرول، ڈیزل EFI گاڑیوں کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے نیز تمام گاڑیوں کے جینئین اور کابلی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں
فون: 0334-6360782,0334-6365114

دو عدد گاڑیاں برائے فروخت
1۔ سوزوکی سوفٹ ماڈل 2012ء 2۔ سوزوکی سوفٹ ماڈل 2011ء جینوئن اور Excellent کنڈیشن میں برائے فروخت ہیں۔ برائے رابطہ: 0336-7056933

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
αδσ
النور ڈیپارٹمنٹل سٹور
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
FREE HOME DELIVERY
پروپرائٹر: رانا احسان اللہ خاں
047-6215227, 0332-7057097